

فساد فی الارض کامالی اور معاشی پہلو

قرآن مجید کی روشنی میں

ڈاکٹر محی الدین غازی

فہرست

4	ابتدائیہ
5	فساد فی الارض اور قوم مدين کے مالی جرائم
7	فساد کا دروازہ، بے قید آزادی
9	جب پیانے بدل جائیں
11	قوم شمود کے مالی جرائم
13	سحت خوری بھی فساد فی الارض ہے
14	اوٹنی اللہ کی نشانی تھی، انسان بھی اللہ کی نشانی ہے
15	چوری اور ڈاکہ زنی فساد فی الارض ہے
16	قدرتی وسائل کی بربادی فساد فی الارض ہے
17	خوشحالی سے پیدا ہونے والی خرابیاں
20	دیوار ذوالقرنین

21	لاچ سود اور بے رحمی
23	نظام مشارکت کی حفاظت تمن کی ضرورت ہے
25	فساد فی الارض اور قطع رحمی
26	منصفانہ تقسیم کا احترام
27	حوالشی

ابتدائیہ

قرآن مجید مختلف اعمال اور رویوں کے لئے فساد فی الارض کا استعمال کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اس لفظ کا بکثرت استعمال اسے ایک قرآنی اصطلاح کا درجہ دیتا ہے۔ یہ اصطلاح بڑی معنی خیز ہے۔ یہ زمین انسانوں کے لئے بنائی گئی ہے، اور تاقیامت پیدا ہونے والے انسانوں کا واحد ٹھکانہ ہے، اگر کسی فرد یا گروہ کا رویہ اس ٹھکانے کو نقصان پہنچانے یا بر باد کرنے کا سبب بنتا ہے تو اس کے خلاف سارے انسانوں کا اٹھ کھڑا ہونا عین تقاضائے عقل و فطرت ہے۔ کسی برائی کو فساد فی الارض کہہ کر قرآن مجید اس مسئلہ کو انسانوں کا ذاتی مسئلہ بنادیتا ہے، کہ اسے حل کرنے کی ذمہ داری انہیں خود آگئے بڑھ کر قبول کرنا چاہئے، کسی عمل کے فساد فی الارض ثابت ہو جانے کے بعد اس کے خلاف احتجاج ہر فرد کے اندر پیدا ہو جانا عین متوقع ہے ماسوا اس کے جس کا اپنا مفاد اس فساد سے وابستہ ہو چکا ہو۔

یوں تو فساد فی الارض کا اطلاق ان ساری برائیوں پر ہوتا ہے جن کا ارتکاب کرہ ارض پر کیا جائے، لیکن قرآن مجید کے استعمالات بتاتے ہیں کہ معاشری انحراف اور مالی جرائم سے اس لفظ کا گہرا تعلق ہے۔ غالباً اس لئے کہ زمین ان وسائل کا مخزن و منبع ہے جن پر انسانی زندگی کی بقاء کا انحصار ہے۔

قرآن مجید کے استعمالات کے علاوہ اہل لغت کی صراحتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی زبان میں بھی فساد کے لفظ کا اطلاق مالی جرائم پر خصوصیت کے ساتھ ہوتا ہے، فیروز آبادی لکھتا ہے: والفساد: إِخْذُ الْمَالَ ظُلْمًا، وَالْمُفْسَدَةُ ضَدُّ الْمُصْلَحَةِ، وَالْقَاسِدُوا قطعوا الارحام (۱)۔ تاج العروس میں مزید وضاحت ہے: والفساد: إِخْذُ الْمَالَ ظُلْمًا بِغَيْرِ حَقٍّ، هَكَذَا فَسَرَ مُسْلِمُ الْبَطِينَ قوله تعالیٰ: لِلَّذِينَ لَا يَرِيدُونَ عَلَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا۔ (۲)

فساد فی الارض اور قوم مدین کے مالی جرائم

اس لفظ کا معاشری انحراف سے کس قدر گہرا تعلق ہے اس کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں مدین کی قوم کا تذکرہ کم و بیش تفصیل سے چار مقامات پر ہے سورہ اعراف آیت نمبر ۸۵ تا ۹۳، سورہ ہود آیت نمبر ۸۲ تا ۹۵، سورہ شرائع آیت نمبر ۷۱ تا ۱۹۰، اور سورہ عنكبوت آیت نمبر ۳۶ اور ۷۳۔ اور چاروں جگہ فساد فی الارض کا بھی ذکر موجود ہے، یہ اہتمام ہمیں کسی اور قوم کے واقعہ میں نہیں ملتا، گویا قوم مدین کے جرائم سے جو بیشتر مالی تھے اس لفظ کی گہری مناسبت ہے۔ تین مقامات پر ان کے مالی جرائم کا تذکرہ ہے اور اس کے ساتھ انہیں فساد فی الارض سے باز رہنے کو کہا گیا ہے، جبکہ سورہ عنكبوت میں ناپ تول سے متعلق مالی جرائم کی تفصیل کے بجائے صرف ولا تعشونی الارض مفسدین کہا گیا، گویا قوم مدین کی برائیوں کا عنوان فساد فی الارض ہے کہ اس کے ذکر سے ہی برائیوں کی نوعیت واضح ہو جاتی ہے۔ جس طرح قوم لوط کی برائیوں کا عنوان فاشی اور مجرمانہ عمل ہے۔

قوم مدین کا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ وہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے، نیت یہ ہوتی کہ فریق نانی کی مرضی کے بغیر بلا عوض اس کا کچھ اور مال بھی ہاتھ آجائے۔ اس رویہ کا سب سے خطرناک پہلو یہ تھا کہ ناپ تول کا پورا نظام اپنا اعتبار کھو رہا تھا۔ یہ بات رحمان کی ناراضگی کو بجا طور پر دعوت دینے والی تھی، جس نے اہتمام سے زمین بنائی، زمین کے اوپر اہتمام سے آسمان بنائے، اور اہتمام سے زمین میں ناپ تول کا نظام قائم کیا۔ (سورہ رحمن تا آیت ۱۲)۔ زمین میں میزان کا تعارف رب کریم کی بڑی عطا ہے کہ اس کے بغیر انسانی زندگی کا سفر ناممکن تھا۔ عقلاء کا اتفاق ہے کہ زندگی کا قیام مال سے ہے، اور عمران کی اساس میزان ہے۔ مال کے ساتھ زیادتی زندگی کے ساتھ زیادتی ہے۔ اور میزان کو نقصان پہنچتا ہے تو عمران متاثر ہوتا ہے۔

معاشری نظام کی اصلاح کی معتبر تاریخ میں پہلا نام شعیب علیہ السلام کا آتا ہے، قرآن مجید میں اس واقعہ کو ایک سے زائد بار اور قدرے تفصیل سے بیان کرنے کا واضح مطلب یہ ہے کہ حکمت قرآنی کی جستجو میں رہنے والوں کے لئے اس میں غور و فکر کے زبردست امکانات موجود ہیں، معاشری نظام کی اصلاح کا بیڑا اٹھانے والوں کے لئے مناسب ہے کہ وہ اس اولین نظیر کو اپنی کوششوں کا سنگ بنیاد قرار دیں۔

فساد کا دروازہ، بے قید آزادی

دور حاضر کے پے در پے معاشری بحر انوں کی ایک بڑی وجہ وہ بے قید آزادی ہے جو بازار کے بڑے کھلاڑیوں کو حاصل ہے، اور جس پر نظر ثانی کے لئے آوازیں اٹھنے لگی ہیں، اور حکومتیں غور بھی کر رہی ہیں۔ اس آزادی کا سب سے تشویش ناک پہلو یہ ہے کہ یہ اخلاقی قدروں سے عاری ہے۔ علامہ محمد رشید رضا کا ایک اقتباس اس مقام پر نقل کرنا مفید ہو گا، وہ لکھتے ہیں: شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کے واقعہ میں دنیا نے تمدن کا ایک سماجی مسئلہ مذکور ہے، جو اہم ترین مسائل میں سے ایک ہے۔ اور وہ ہے اہل ثروت اور مصلحین کے درمیان یہ کشمکش کہ آیا دولت کمانے کی بے قید آزادی انسان کو حاصل ہو، یا کمائی کے ساتھ حلال کی شرط لگائی جائے، اور دولت کے سارے کار و بار میں اخلاقی قدروں کا لحاظ ضروری ہو۔ شعیب علیہ السلام کی قوم یہ مانتی تھی کہ دولت میں اضافہ کا ہر ممکن طریقہ درست ہے، خواہ وہ ناپ تول میں کمی کیوں نہ ہو۔ وہ ناپ تول کے بیچتے تھے تو ڈنڈی مارتے تھے، اور جب ناپ تول کے لیتے تھے تو پورا لیتے تھے بلکہ کوشش یہ ہوتی تھی کہ بڑھا کر لیں۔ لوگوں کی چیزیں کم بتا کر اصل سے کم قیمت میں لے لینے میں انہیں کوئی باک نہ تھا۔ شعیب علیہ السلام انہیں اس سے روکتے تھے، وہ انہیں سمجھاتے کہ ناپ تول میں راست روی اختیار کریں، لوگوں کا مال نا حق نہ کھائیں، اور حلال پر قناعت کریں۔ اللہ تعالیٰ کے بیان کے مطابق قوم شعیب کی دلیل یہ تھی کہ انسان کو عقیدہ کی بھی آزادی ملنی چاہئے، اور ساتھ ہی کمانے میں بھی آزادی ہونی چاہئے۔ ”انہوں نے کہا اے شعیب، کیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے کہ ہمارے آباء جسے پوجتے تھے ہم اسے چھوڑ دیں، یا ہم اپنے مال میں من چاہا تصرف نہ کریں“ (قالوا إِصْلَاتُكُمْ تَأْمِرُكُمْ مَا يَعْبُدُ آباؤْنَا إِوْإِنْ نَفْعَلُ فِي إِمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ) ہود ۷۸۔

--- مالی کشکش سدا سے اجتماعیات کی سب سے پیچیدہ گئی رہی ہے۔ معاشیات کے بعض ماہرین کا خیال ہے کہ مالی اصلاح اسلام کی سب سے بڑی اساس ہے، اور اسی کے باعث قریش کے سرداروں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے دشمنی کی تھی (۳)۔

جب پیانے بدل جائیں

مدين کے واقعہ پر غور کریں تو ایک اور حقیقت آشکارا ہوتی ہے، وہ قوم عذاب الہی کے ذریعہ مکمل طور پر صفحہ ہستی سے مٹادئے جانے کی مستحق اس وقت ہوئی جب سارے کے سارے لوگ جرم کے عادی اور اس سے مانوس ہو گئے، یہاں تک کہ جرم ہی ضابطہ اور آئین بن گیا، اس مقام پر پھونچ کر وہ قوم پورے انسانی تہذن کے لئے ضرر ساں بن چکی تھی۔ اگر کسی آبادی میں ایک یا چند لوگ ناپ تول میں کمی کا ارتکاب کرتے ہوں تو معاملہ کسی قدر آسان ہوتا ہے۔ کیونکہ عرف اور قانون دونوں کی نظر میں وہ عمل جرم ہوتا ہے۔ اور توقع کی جاتی ہے کہ قانون کے ہاتھ اور سماج کی ملامت مجرموں کو قابو میں رکھیں گے۔ چنانچہ آج بھی مذہب اور نظریہ سے قطع نظر ہر ملک میں فراڈ اور دھوکہ دہی کی روک تھام کے لئے سخت قوانین موجود ہیں۔

لیکن اگر کسی قوم پر ایسا وقت آجائے کہ پیانے بدل جائیں، دھوکہ عرف عام بن جائے، دیانت داری کو سادہ لوحی اور حماقت سمجھا جانے لگے، اور جرم قانون کی نظر میں جرم نہ رہے، رات کورات کہہ دینے پر دنیا بوکھلا اٹھے، اور جو دھوکہ دہی کے خلاف بولے وہ معتوب خاص و عام ہو جائے، پستی کی اس کیفیت میں مبتلا ہو جانے کے بعد کوئی بھی قوم عذاب الہی کی مستحق ہو جاتی ہے۔ مدين والوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔

آج کے انسانوں کو اگر آفتوں اور بھر انوں سے ڈر لگتا ہو تو صنعت و تجارت کے ان بہت سارے طریقوں پر فوری نظر ثانی کریں، جو انسانوں کے لئے ضرر ساں ہیں، اور فساد فی الارض کی اصطلاح ان پر صادق آتی ہے، بایس ہمہ انہیں قانونی جواز حاصل ہو گیا ہے۔

(غرض) (Debt Trading, Factoring, Short sale, Forward sale, Risk trading) ایک فہرست ہے ایسے تعاملات کی، جو آسمانی شریعت میں درست نہ تھے، اور زمین پر بسنے والوں کے حق میں بہتر نہ تھے، انہیں رواج اور جواز ملا اور انجام کار فساد فی الارض کے دروازے واہوئے۔

قوم شمود کے مالی جرائم

قوم مدین کے علاوہ جس قوم کے ساتھ فساد فی الارض کا نزد کرہ خاص طور سے آیا ہے، وہ قوم شمود ہے۔ ایک مقام پر بتایا گیا کہ ان کے نبی نے انہیں نصیحت کی اور کہا (ولَا تَعْثُو فِي الْأَرْضِ مُفْسِدًا) ”اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔“ سورہ اعراف ۲۷۔

دوسری جگہ بتایا گیا کہ اس بستی میں نوٹوں لے ایسے تھے جو اصلاح کے بجائے فساد فی الارض کرتے تھے۔ (وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تَسْعَةُ رَهْطٍ يَفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ) ”اور شہر میں نوآدمیوں کا جتنا تھا جوز میں میں فساد پھیلاتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔“ سورہ النمل ۲۸

گوکہ قرآن کریم نے صراحت کے ساتھ نہیں بتایا کہ یہ قوم مالی جرائم میں مبتلا تھی، تاہم اوٹنی کے ذریعہ جس طرح ان کی آزمائش ہوئی، اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ مال کی حرص میں کس طرح گرفتار تھے۔

بستی کے یہ لوگ جس فساد فی الارض میں ملوث تھے، اس کے بارے میں مفسرین کی صراحتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دھوکہ دہی میں بہت دور جا چکے تھے، عطاء بن رباح اور زید بن اسلم جیسے ائمہ تفسیر کا بیان ہے کہ وہ درہم و دینار میں کانت چھانٹ کر کے ان کے وزن کو کم کر دیتے تھے۔ سعید بن مسیب کا یہ قول بھی اسی سیاق میں ذکر کیا جاتا ہے کہ سونے اور چاندی میں کانت چھانٹ کرنا فساد فی الارض میں شامل ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ مفسرین نے ان کے مالی جرائم میں سے بھی صرف ایک جرم بطور مثال ذکر کیا ہے، ورنہ جو لوگ عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے سکوں میں کانت چھانٹ کر سکتے ہیں انہیں دھوکہ دہی کے دوسرے طریقوں میں بھی کوئی باک نہیں ہوتا ہے۔

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں ”مقصد یہ ہے کہ ان فاسق و کافر لوگوں کی سرشنست میں فساد فی الارض کا ہر ممکن طریقہ شامل ہو گیا تھا، وہ بھی جوان ائمہ نے ذکر کیا اور وہ بھی جو ذکر نہ کیا (۳)۔

سخت خوری بھی فساد فی الارض ہے

بنی اسرائیل کے جرائم کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید نے بتایا: (وَتَرَى كَثِيرًا مُّنْهَمْ يَسَارُ عَوْنَ فِي الْأَثْمِ
وَالْعُدُوَانِ وَإِلَّا هُمْ السَّاجِنُونَ) مائدہ ۶۲ "اور تم دیکھتے ہو کہ ان میں سے اکثر گناہ کے کاموں کی طرف اور ظلم و
زیادتی کی طرف اور سخت خوری کی طرف لپک بھاگ رہے ہیں" اور آگے چل کر کہا: (وَيَسْعُونَ فِي
الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ) مائدہ ۶۳ "یہ زمین میں میں فساد پھیلاتے ہیں اور اللہ فساد یوں کو پسند
نہیں کرتا" اپنی مرضی سے اپنی چیز دینا نیکی اور انفاق ہے، دوسرے کی رضا کے بغیر اس کی چیز پر قابض
ہو جانا زیادتی اور سخت خوری ہے، اول الذ کر سے دنیا سنورتی ہے، دوسرے سے دنیا بگڑتی ہے، اور فساد
فی الارض رونما ہوتا ہے، ہر کوئی دست دراز بن جانا ہے اور ہر کوئی غیر محفوظ۔ سخت خوری اور چھین
جھپٹ کی لٹ لگ جاتی ہے، تو چھوٹ کے نہیں دیتی۔ اس غلط راستے پر آدمی چل پڑتا ہے تو اس کے قدم
تیز سے تیز تر ہی ہوتے ہیں، وہ پیچھے مڑ کر کسی کی سنتا ہے، نہ آگے کا انجمام اسے نظر آتا ہے۔ عداوں اور
اکل سخت میں یہودی اور ان کے ہم مشرب یوں ہی بہت تیز تھے، جدید تیز رفتار و سائل نے ان کی اس
مسارعت میں بے حد اضافہ کر دیا۔ ساتھ ہی فساد فی الارض میں بھی اسی قدر تیزی سے اضافہ ہو رہا
ہے۔

اوٹنی اللہ کی نشانی تھی، انسان بھی اللہ کی نشانی ہے

شمود کے واقعہ میں ایک اوٹنی کا ذکر آتا ہے، قوم شمود کو تاکید کی گئی تھی کہ اس کو گزندہ پہنچانا، اور اسے اللہ کی زمین میں کھانے کے حق سے محروم نہ کرنا، آگے چل کر کہا: (ولا تعشوافی الارض مفسدین) سورہ اعراف ۷۸۔ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ اس مخصوص اوٹنی کو کھانے سے روکنا بھی فساد فی الارض تھا۔

وہ اوٹنی اللہ کی نشانی تھی، انسان بھی اللہ کی نشانی ہے، ہر انسان کا بنیادی حق ہے کہ اسے زندگی کی بقاء کے لئے ضروری غذائی سہولت حاصل رہے، اگر کچھ لوگوں کو زیادہ مالدار بننے کا شوق اس قدر بے رحم بنا دے کہ ان کے منصوبے دوسرے انسانوں کو فقر و فاقہ میں متلا کر دیں تو یہ فساد فی الارض ہے۔ اور اس کا سامنا کرنے کی ذمہ داری ہر اس فرد کی ہے جو اس خوبصورت زمین کو جہنم میں تبدیل ہوتے دیکھنا گوارا نہ کرے۔

وہ تمام ترقیاتی منصوبے اور سائنسی ایجادات جن کے نتیجہ میں بے روزگاری میں اضافہ ہو، اور اس بے روزگاری کے ازالے کی کوئی یقینی صورت اور سنجیدہ تدبیر بھی پیش نظر نہ ہو، دراصل اللہ کی اوٹنی کو کھانے سے روکنے اور فساد فی الارض کو بڑھاوا دینے کے ہم معنی ہیں۔

چوری اور ڈاکہ زنی فساد فی الارض ہے

فساد فی الارض کا تعلق مالی جرائم سے کس قدر گہرا ہے اس کا اندازہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب ان پر چوری کا الزام لگا تو انہوں نے کہا: (ما جئنا لفسد فی الارض وما کنا سار قین) سورہ یوسف ۳۷۔ ”ہم زمین میں فساد کرنے نہیں آئے ہیں اور ہم چور نہیں ہیں“۔

جب چوری فساد فی الارض ہے تو ڈاکہ زنی کے فساد فی الارض ہونے میں کیا شبہ ہے۔ یاجوج ماجوج کی وقتاب فو قتالوٹ مار کی کارروائیوں سے تنگ آ کر متاثر لوگوں نے جب ذوالقرنین سے ان کی شکایت کی تو اس میں کہا: (ان یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض سورہ کہف ۹۲) ”یاجوج اور ماجوج زمین میں فساد پھیلاتے ہیں“۔ اس کے علاوہ سورہ مائدہ کی جس آیت میں محارب کی سزا بیان کی گئی ہے اس کا اطلاق عموماً لیثروں اور ڈاکوؤں پر کیا گیا، آیت کے الفاظ ہیں: (انما جزاء الذین يحاربون اللہ و رسوله و یسعون فی الارض فسادا) سورہ مائدہ ۳۳ ”جولوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کریں اور زمین میں فساد پھیلائیں ان کی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی پر چڑھادیئے جائیں یا مختلف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے“۔

قدرتی وسائل کی بربادی فساد فی الارض ہے

سورہ بقرہ میں ایک مقام پر سماج کے بد خواہوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا: (وَإِذَا تُولِي سُعْيَ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ) سورہ بقرہ ۲۰۵۔ ”اور جب وہ تمہارے پاس سے ہٹتے ہیں تو ان کی ساری بھاگ دوڑاں لئے ہوتی ہے کہ زمین میں میں فساد مچائیں اور کھیتی اور نسل کو تباہ کریں اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا“ اس آیت کی روشنی میں ایسی تمام معاشری پالیسیاں اور صنعتی سرگرمیاں فوری نظر ثانی کی محتاج ہیں جن سے زمین کے قدرتی وسائل کو مستقبل قریب یا بعید میں ناقابل تلافی نقصان پھوٹھنے کا اندیشہ ہو۔

صحیح نظریہ معاشریات وہ ہے جس سے زمین کے عمران میں اضافہ ہونہ کہ زمین میں فساد کو بڑھاوا ملے۔ مغربی نظریہ ہائے معاشریات کا سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ ان کے پیچھے زمین کو سنوارنے کے بجائے، اپنے ملک یا مجموعہ ممالک کو زیادہ مالدار بنانا مقصود تھا۔ انہوں نے آزاد تجارت کی وکالت کی تو بھی اپنے ملک کی معاشری ترقی کے لئے، اور پابندیوں کی اور حکومت کے عمل دخل کی بات کہی تو بھی اپنے ہی ملک کے پس منظر میں۔ پوری زمین کے عمران کے متعلق وہ بہت زیادہ فکر مند ثابت نہیں ہوئے۔ بقول علامہ اقبال:

وَ حَكْمَتْ نَازَتْهَا جَسْ پَرْ خَرْدَمَنْدَانَ مَغْرِبَ كَوْ
ہوس کے پنجہ خونیں میں تیغ کارزاری ہے
قرآن مجید پوری زمین کے عمران کی بات کرتا ہے۔ کیونکہ پوری زمین اللہ کی ہے، اور انسان بحیثیت انسان پوری زمین پر خلیفہ ہے۔

خوشحالی سے پیدا ہونے والی خرابیاں

(فُلُولاً كَانَ مِنَ الْقَرْوَنَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِوْلَوْ بَقِيَّةٍ يَنْهَا عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ إِنْجَنَّا مُنْحَمْ وَاتَّعَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا إِنْ تَرَ فَوَافِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ) سورہ ہود ۱۱۶۔ ”پس کیوں نہ ایسا ہوا کہ تم سے پہلے کی امتوں میں سے ایسے حاملینِ حق ہوتے جو زمین میں فساد برپا کرنے سے روکتے، سوائے ان تھوڑے لوگوں کے جن کو ہم نے ان میں سے نجات دی، اور جن لوگوں نے ظلم کیا وہ اسی عیش میں پڑے رہے جس میں وہ تھے اور وہ مجرم تھے ”اس آیت سے ظلم و جرم اور خوشحالی و عیش پرستی کا تعلق کھل کر سامنے آتا ہے۔ ظلم اور جرم دونوں کو خوش حالی زیادہ راست آتی ہے۔

مادہ پرستی کے اس دور میں یہ نقطہ نظر بہت عام ہوا کہ دولتمند کے پاس محض ایک چواں کی چوائی ہوئی ہے کہ وہ دولتمند بنار ہے، جبکہ غریب کو دو موقع میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوتا ہے، وہ اپنی حالت پر برقرار رہنا چاہتا ہے یا اسے بد لانا چاہتا ہے۔ گویا غریب کے غریب بننے رہنے میں سارا قصور اس غریب کا ہے کہ اس نے دولتمند بننے کا انتخاب کیوں نہیں کیا۔

یہ بات کہاں تک صحیح ہے اور جدید معاشری استعماریت غریب کو یہ چواں کہاں تک دیتی ہے اس سے قطع نظر، غریب کے سامنے فساد فی الارض کے موقع کم ہوتے ہیں خوشحال افراد کو یہ موقع بہت زیادہ حاصل ہوتے ہیں، اور تاریخ یہ بتاتی ہے کہ وہ ان موقع کا بھرپور استعمال بھی کرتے ہیں۔ سوائے خدا تر س لوگوں کے۔

دراصل دولت انسان کو طاقتور بنادیتی ہے، اور ساتھ ہی خود سر بھی، اور دوسروں کے لئے درد سر بھی۔

قارون نے اپنی دولت کے ذریعہ زمین میں جو فساد برپا کیا، اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس نے دولت اور اس سے حاصل قوت کے ذریعہ اپنی قوم کے ساتھ زیادتیاں کیں۔

”قارون تھا تو قوم موسی سے، لیکن ان پر ظلم کرنے لگا تھا، ہم نے اسے اس قدر خزانے دے رکھے تھے کہ کئی کئی طاقت ور لوگ بہ مشکل اس کی کنجیاں اٹھا سکتے تھے، ایک بار اس کی قوم نے اس سے کہا کہ اتراؤ ملت، اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو کچھ اللہ نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں آخرت کے طالب بنو، اور دنیا میں سے اپنے حصہ کونہ بھولو۔ اور جس طرح خدا نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے تم بھی دوسروں کے ساتھ احسان کرو۔ اور زمین میں فساد کے طالب نہ بنو، اللہ فساد یوں کو پسند نہیں کرتا“ (سورہ قصص ۲۷-۲۸)

سید قطب اس واقعہ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”قارون کا تعلق موسی کی قوم سے تھا، اللہ نے اسے بہت دولت دی، اس کی کثرت کی تصویر کشی کے لئے کنوڑ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ کنڑ اس زائد از استعمال دولت کو کہتے ہیں جو چھپا کر رکھی جاتی ہے، ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ ان کنوڑ کی چاپیاں طاقتو رسانوں کے ایک گروہ سے بھی بمشکل اٹھتی تھیں۔۔۔ اس وجہ سے قارون نے اپنی قوم کے ساتھ زیادتی کی۔ زیادتی کی صورت نہیں بتائی گئی، اسے بلا عنوان چھوڑ دیا گیا کہ زیادتی کی ہر شکل اس میں شامل ہو جائے۔ ہو سکتا ہے، زیادتی کی صورت یہ رہی ہو کہ اس نے ان پر ظلم روارکھا ہواں کی زمینوں اور قیمتی چیزوں پر غاصبانہ قبضہ کر لیا ہو۔ جیسا کہ دولت کے نشہ میں دھست سرکش لوگ اکثر کیا کرتے ہیں، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس مال میں ان کا جو حق بنتا تھا اس سے انہیں محروم کر دیا ہو، وہ حق جو مالداروں کے مال میں غریبوں کے لئے ہوتا ہے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ دولت مالداروں میں محصور رہے اور ان کے آس پاس محتاجوں کا بجگھٹار ہے، آخر کار دلوں میں خرابی آئے اور کار و بار زندگی بگاڑ کا شکار ہو جائے۔ اس کے علاوہ ممکن ہے زیادتی کی کوئی اور بھی شکل رہی ہو۔

وَلَا تُنْهِيَ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ۔ فَسَادٌ خَواهٌ زِيَادَتِي اور ظلم کی صورت میں ہو۔ یا فساد اللہ کی نگرانی اور آخرت کی فکر کے بغیر بے قید عیاشی کی صورت میں ہو۔ فساد لوگوں کے سینوں میں حسد و شمنی اور نفرت کی آگ جلا کر کے ہو۔ یا فساد غلط راستے پر مال لٹا کر کے ہو، یا حجح راستے پر خرچ کرنے کے سارے دروازے بند کر کے ہو۔ اللہ فساد یوں کو پسند نہیں کرتا جس طرح اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“ (۵)۔

دیوارِ ذوالقرین

یاجوج ماجونج اپنے پڑو سی علاقوں میں گھس کر لوٹ مار کیا کرتے تھے، ان کے اس عمل کو فسادِ الارض سے تعبیر کیا گیا، اور ان کے تجاوزات کو روکنے کے لئے ایک زبردست دیوار کھڑی کر دی گئی۔ یقیناً دیوار کی تیاری پر بہت زیادہ صرف آیا ہوا مگر اپنی دولت کے مستقل تحفظ کے لئے یہ اقدام ناگزیر تھا۔ اگر کمزور اور غریب ملکوں پر طاقتوں مالک ایسی معاشی پالیسیاں مسلط کرتے ہیں جن سے ان کی غربت اور دوسروں پر انحصار میں اضافہ ہو، اور ان کے معاشی وسائل کا مختلف سمجھوتوں کے ذریعہ استعمال ہوتا ہو، تو ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ ہونا چاہئے جو یاجوج ماجونج کے ساتھ کیا گیا، کہ ایسے سارے راستوں کو بند کر دیا جائے جہاں سے ان کی یا ان کی استعماری پالیسیوں کی دراندازی کا اندازہ ہو۔ یہ فیصلہ دشواریوں سے بھر پور ہوتا ہے، قوموں کو قربانیاں دینی پڑتی ہیں جب جا کر ایسی دیواریں کھڑی ہوتی ہیں، اور وہ خود کفیل اور ان کے وسائل دوسروں کی نظر بد سے محفوظ ہوتے ہیں۔

لاچ سود اور بے رحمی

فساد فی الارض کے مفہوم کی تلاش میں ذیل کی آیتیں بڑی معاون ہیں۔

”پس قربتدار کو اور مسکین و مسافر کو اس کا حق دو۔ یہ بہتر ہے ان لوگوں کے لئے جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو سودی قرض تم اس لئے دیتے ہو کہ وہ دوسروں کے مال کے اندر پر وان چڑھے تو وہ اللہ کے ہاں پر وان نہیں چڑھتا اور جوز کوہ دو گے اللہ کی رضا جوئی کے لئے تو یہی لوگ ہیں جو اللہ کے ہاں اپنے مال کو چند در چند پانے والے ہیں۔ اللہ ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا، پھر تم کو روزی دی، پھر تم کو موت دیتا ہے، پھر تم کو زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے شریکوں میں سے بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کوئی کام کرتا ہو، وہ پاک ہے اور برتر ہے ان چیزوں سے جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں، خشکی اور تری ہر جگہ لوگوں کے اعمال کے نتیجے میں فساد چھاگیا ہے، تاکہ اللہ ان کی بعض کر تو توں کامزہ چکھائے تاکہ یہ رجوع کریں“ (سورہ روم ۳۸-۴۱)

آخری آیت میں فساد فی الارض کا ذمہ دار انسانوں کے ہاتھوں کی کمائی کو بتایا گیا ہے، گوکہ عام طور سے لوگوں نے اس مقام پر فساد کا رشتہ شرک سے جوڑا ہے، تاہم آیت کا سیاق واضح اشارہ دیتا ہے کہ یہاں مالی بد عنوانیاں اور بے اعتدالیاں بھی خاص طور پر پیش نظر ہیں۔ فساد کے دروازے اس وقت کھلتے ہیں جب انسان کے پیش نظر صرف اپنے مال میں اضافہ ہو جائے، وہ سماجی ذمہ داریوں سے فرار اختیار کرے محض اس وجہ سے کہ ان کی ادائیگی مال میں بظاہر کمی کا سبب بنتی ہے، سود پر قرض فراہم کرنا اس کی ترجیح اول بن جائے کہ اس میں اضافہ کی ضمانت ہوتی ہے۔ ایسا انسان حد درجہ بے رحم ہوتا ہے، اس کے لئے اس کے قریب ترین لوگوں کی پریشانی اور مغلوب کمالی بھی بے معنی ہوتی ہے، وہ ہر کسی کے احتیاج کا صرف ایک علاج تجویز کرتا ہے، سود سود سود۔

علامہ اقبال کے درج ذیل اشعار میں آیات مذکورہ کا فہم صاف نظر آتا ہے

از ربا آخر چہ می زاید؟ فتن

کس نداند لذت قرض حسن

از ربا جاں تیرہ، دل چوں خشت و سنگ

آدمی درندہ بے دندان و چنگ

زندگانی چیست کان گوہر است

تو اینی صاحب او دیگر است

طبع روشن مرد حق را آبروست

خدمت خلق خدا مقصود اوست

خدمت از رسم و رہ پیغمبر یست

مزد خدمت خواستن سوداگر یست (جاوید نامہ)

مذکورہ بالا آیتوں پر علامہ فراہی کا ایک بہت مختصر مگر جامع نوٹ ہے، انہوں نے لکھا ہے: اس میں اشارہ ہے کہ فساد کی بنیاد شرک ہے، شرک سے دنیا کی محبت، شیخ اور قلت موسات و تقویٰ جنم لیتے ہیں اور پروان چڑھتے ہیں، گویا فساد کے اسباب جمع ہو جاتے ہیں (۲)۔

نظام مشارکت کی حفاظت تمدن کی ضرورت ہے

فساد فی الارض کا ایک اور ذکر داؤد علیہ السلام کے ایک واقعہ کے معاب بعد آیا ہے، (جَامِ نَجْعَلُ الظِّينَ آمِنَوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ إِيمَانَ نَجْعَلُ الْمُتَقْبِلِينَ كَالْفَجَارِ)۔ سورہ ص ۲۸۔

پورے واقعہ کو پڑھنے پر مفسدون فی الارض کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ اس واقعہ میں دعویٰ سننے کے بعد داؤد علیہ السلام نے کہا: (وَإِنْ كَثِيرًا مِنَ الْخَاطِئِ لِيَعْنَى بِعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمِنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ)۔

خلطاء سے مراد وہ لوگ ہیں جو کسی بھی پہلو سے اور بطور خاص مال و دولت میں باہم شریک ہوتے ہیں، گویا خلطاء کے دو فریق ہیں، ایک وہ لوگ ہیں جو ایک دوسرے کے مال پر بُنی اور زیادتی کرتے ہیں، دوسرے وہ لوگ جو ایمان اور عمل صالح سے متصف ہیں۔ اس سے ایسا لگتا ہے کہ دوسری آیت میں ایمان اور عمل صالح سے متصف گروہ کے بال مقابل جس گروہ کا المفسدین فی الارض کہہ کر ذکر ہوا ہے وہ وہی مذکورہ لوگ ہیں جو ایک دوسرے پر بُنی اور زیادتی کرتے ہیں۔

علامہ فراہی نے و عملوا الصالحات کی تفسیر الذین يصلاحون فی الدنیا سے کی ہے جو اس سیاق میں معنی خیز ہے۔ کیونکہ مقابل میں مفسدون فی الارض ہے۔

گویا جہاں مصالح اور مفادات میں اشتراک ہو، دولت اور جائیداد میں مشارکت ہو، وہاں بھی آپس کی زیادتیاں فساد فی الارض کے دائرے میں داخل ہیں۔

اس کی ایک وجہ غالباً یہ بھی ہے کہ دنیا کا عمران مشترک سرمایہ اور مشترک کوششوں سے قائم اور ترقی پنیر ہوتا ہے۔ اگر آپس کی زیادتیاں اشتراک سرمایہ و عمل کے رجحان کو نقصان پہنچاتی ہیں اور باہم اعتماد

کمزور پڑ جاتا ہے تو اس کا براہ راست اثر دنیا کے عمران پر پڑے گا جس کا قیام شریعت کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔

سنن ابی داؤد کی ایک مرفوع روایت اس کی بھرپور تائید کرتی ہے، اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں :
(ان اللہ یقول إِنَّا نَالْثَ الشَّرِيكَيْنَ مَا لَمْ يَخْنُنْ إِحْدَى هُمَا صَاحِبَهُ، فَإِذَا خَانَهُ خَرَجَتْ مِنْ عَنْدِهِمَا) (۷) اللہ فرماتا ہے میں شرکت کے دونوں حصہ داروں کا تیسرا ہوں جب تک کوئی ایک اپنے دوسرے ساتھی کے ساتھ خیانت نہ کرے، خیانت کی صورت میں میں وہاں سے ہٹ جاتا ہوں۔

فساد فی الارض اور قطع رحمی

قرآن مجید میں تین مقامات پر تو فساد فی الارض اور قطع رحمی میں تعلق ہونا بالکل واضح ہے، (الذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ و یقطعون ما امر اللہ بہ ان یو صل و یفسدون فی الارض) اولیٰ کہم الخاسرو نسورہ بقرہ ۲ ”جولوگ اللہ سے کئے مضبوط عہد کو توڑ دیتے ہیں اور جس چیز کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اس کو کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں، یہی لوگ ہیں جو نامراد ہونے والے ہیں“، (والذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ و یقطعون ما امر اللہ بہ ان یو صل و یفسدون فی الارض) اولیٰ کہم اللعنۃ و لحم سوء الدار) سورہ رعد ۲۵ ”جولوگ اللہ سے کئے مضبوط عہد کو توڑ دیتے ہیں اور جس چیز کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اس کو کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے براثٹھکانہ ہے“ (فحل عسیتیم ان تولیتیم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ای رحکم) سورہ محمد ۲۲ ”پس اگر تم نے منھ پھیرا تو اس کے سواتم سے کچھ متوقع نہیں کہ تم زمین میں فساد برپا کرو اور اپنے رحمی رشتؤں پر چھری چلاو۔“

گویا نظم قرآنی کے مطابق انسان صلدہ رحمی کرتا ہے تو اس کا ثابت اثر زمین کے عمران پر ہوتا ہے، اسی طرح قطع رحمی فساد فی الارض کا دروازہ کھولتی ہے، صلدہ رحمی اسلامی نظام معيشت کا ایک اہم باب ہے، جس معاشرہ کی رگ و پپے میں قریب والوں کے لئے صلدہ رحمی اور دور و نزدیک والوں کے لئے انفاق کا جذبہ سراہیت کر چکا ہو، اس میں اجتماعی کفالت کے مصنوعی اور بیشتر استھانی ادارے قائم کرنے کی ضرورت ہی نہیں پیش آئے گی، انشورنس کا نظام جس کے پچھے محض تجارتی ذہنیت اور استھانی مزاج کا فرمایا ہوتا ہے، اور جس کے پھیلاؤ کا سبب محض انسانوں کے دلوں میں چھپا ہوا خوف ہے جسے تجارتی مقاصد کے تحت اجاگر کر دیا جاتا ہے، صرف اس وجہ سے ساری دنیا میں رواج پارہا ہے کہ خاندان کے تانے بانے بکھر گئے ہیں، اور معاشرہ نے خود غرضی اور بے حسی کی دوہری چادریں اوڑھ رکھی ہیں۔

منصفانہ تقسیم کا احترام

سورہ بقرہ میں بنی اسرائیل پر انعامات کے ذیل میں بتایا گیا، کہ ان کے لئے بارہ چشمے بھوٹ پڑے، ہر فرد کو معلوم ہو گیا کہ اسے کہاں سے پانی لینا ہے۔ اس کے بعد کہا گیا (ولَا تعشوا فِي الْأَرْضِ مفسدِين) بقرہ

۶۰۔ اس آیت میں معاشیات کا ایک قیمتی اصول بڑی خوبصورتی سے بیان کر دیا گیا ہے، وہ یہ کہ جب پانی کی واضح اور منصفانہ تقسیم ہو گئی ہو تو پانی کے مسئلے پر جھگڑنے اور ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کرنے کا کوئی جواز نہیں بچتا، ہر شخص اپنے مشرب سے واقف رہے اور اس سے تجاوز کرنے کا جرم نہ کرے۔

گویا معاشی وسائل کی منصفانہ تقسیم ہو جائے اور لوگ اس کے پابند ہو جائیں اور ایک دوسرے کے حصہ کی حرمت کا خیال کریں تو فساد فی الارض کا ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

آزاد تجارت اور آزاد سرمایہ کاری کے نام پر اگر کچھ طاقتور قومیں اپنے خطہ کے معاشی اور خاص کر قدرتی وسائل پر قانع نہ ہو کر دوسرے خطوں میں موجود وسائل پر قابض ہو جائیں اور وہاں کے لوگوں کو ان سے محروم کر دیں تو یہ معاشی استعماریت یقینی طور سے فساد فی الارض ہے۔ قد علم کل انس مشرب ہم ایک زبردست اصول ہے جس کا انطباق ہر سطح پر ہونا چاہئے، چھوٹے دستر خوان سے لیکر بین الاقوامی اقتصادی پالیسیوں اور معاهدوں تک۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس اصول کی براہ راست تعلیم بنی اسرائیل کو دی گئی اور آج اس اصول کی سب سے زیادہ بے حرمتی بنی اسرائیل اور ان کے ہم مشرب کر رہے ہیں۔ اور وہ بزرگی کی کہ خواہ کتنے ہی چشمے بھوٹ پڑیں ہم اپنے سو اکسی کوپانی نہیں پینے دیں گے۔



حواشی

(١) القاموس المحيط، فسد

(٢) تاج العروس، فسد

(٣) تفسير المنار ٢٠٠/١٢

(٤) تفسير ابن كثیر ٦/١٩٩، دار طيبة

(٥) في ظلال القرآن ٥/١٠٢

(٦) حواشی امام حمید الدین فراهی (غیر مطبوعه) سوره روم

(٧) سنن إبی داود، باب فی الشرکة

